صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب

’’حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ ’’میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی رو سے وہ سب کا منہ بند کریں گے۔...‘‘ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ پیشگوئی مختلف رنگ میں مختلف وجودوں کی شکل میں پوری ہوتی رہی مگر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو خصوصیت کے ساتھ ظاہری طور پر بھی اس کو پورا کرنے کا اس رنگ میں موقع ملا کہ آپ نے اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے بسا اوقات سب کے منہ بند کر دیئے۔ سیاست کے میدان میں بھی، وکالت کے میدان میں بھی اور (دعوت اِلی اللہ) کے میدان میں بھی ایسی عمدہ نمائندگی کی توفیق آپ کو عطا ہوئی کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی بے ساختہ پکار اٹھے کہ اس بطل جلیل نے بلاشبہ غیروں کے منہ بند کر دیئے۔‘‘

حضورؒ نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ ’’یہ وہم دل سے نکال دیں کہ ایک

ظفر اللہ خاں ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے تو آئندہ کے لئے ظفر اللہ خاں پیدا ہونے کے رستے بند ہو گئے۔ بکثرت اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے عظیم الشان غلاموں کی خوشخبریاں دی گئیں جو ہمیشہ آتے چلے جائیں گے۔.... آپ اپنی ہمتوں کو بلند کریں، ان تقویٰ کی راہوں کو اختیار کریں جو چوہدری صاحب اختیار کرتے رہے۔..... خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں، وسیع ہیں اس لئے آپ..... اولاد در اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں، دو نہیں بکثرت ایسے غلام عطا فرمائے گا..... جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے منہ بند کر دیں گے اور قومیں ان سے برکت پائیں گی۔"

خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیش لفظ

بادیٔ النظر میں دنیاوی لحاظ سے انتہائی اعلیٰ مقام و القابات پانے والے وجود حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی سیرت کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اصل محبت اور اصل لگن تو کچھ اور ہی تھی۔ یہ دنیاوی ترقیات تو اس عشقِ حقیقی کا ادنیٰ سا ثمرہ تھیں۔ آپ کو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت سے کمال عشق تھا۔ آپ نے زندگی کے ہر اہم موڑ پر خلفاءِ احمدیت کی راہنمائی حاصل کی اور عرب و عجم میں دکھی انسانیت کی بے لوث خدمات کی توفیق پائی۔ خود بھی اعلیٰ درجہ کی خدمات بجا لائے اور ہمارے لئے قابلِ تقلید نمونہ قائم فرما گئے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے اس بابرکت موقع پر خلافت کے جاںنثاروں کے بارے میں تعارفی کتب شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ زیر نظر کتاب کے قلم سے لکھی گئی ہے، اور یہ اس کی پہلی طاعت ہے۔ خاکسار اس کتاب کی تیاری میں کی معاونت کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب

۶رفروری ۱۸۹۳ء کو ضلع سیالکوٹ پاکستان کے ایک قصبہ ڈسکہ میں ایک معزز زمیندار خاندان کے ایک گھرانہ میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام ظفر اللہ خاں رکھا گیا۔ اس کے والد حضرت چوہدری نصر اللہ خاں ایک قابل وکیل تھے اور ایک صاحب علم اور خدا ترس آدمی تھے اور والدہ حضرت حسین بی بی صاحبہ ایک نیک اور پاکباز خاتون تھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحیثیت امام مہدی ظہور ہو چکا تھا۔ چنانچہ اور بہت سے سعید فطرت لوگوں کی طرح اس گھرانہ کو بھی نور نبوت کو پہچاننے کی توفیق ملی اور دونوں میاں بیوی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق بننے کی سعادت پا گئے۔ ان کے ہاں پیدا ہونے والا یہ بچہ جس کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے بچپن میں کافی لمبا عرصہ آشوب چشم (آنکھوں کی ایک تکلیف دہ بیماری) کی وجہ سے بیمار رہا جس کی وجہ سے اس بات کا گمان بھی محال تھا کہ یہ بچہ عملی زندگی میں کوئی کامیاب وجود بن سکے گا۔ لیکن اس کے بزرگ والدین کی دعائیں اور ان سے بھی بڑھ کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے مقدس خلفاء کی دعائیں اس وجود کے حق میں دربارِ الٰہی میں کچھ اس طرح شرف قبولیت پا گئیں کہ وہ

وجود بہت سارے ایسے اعزازات کا حامل ہوا جن میں اسے انفرادیت اور خاص امتیاز حاصل ہے۔

مثلاً آپ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ نامزد کئے گئے اور مسلسل سات سال تک اس عہدہ پر فائز رہنے والے واحد وجود بھی تھے، عالمی عدالت انصاف کے پہلے پاکستانی جج، نائب صدر اور پھر صدر، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پہلے پاکستانی صدر، پہلے فرد جنہوں نے عالمی عدالت انصاف اور اقوام متحدہ دونوں کی سربراہی کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے علاوہ بھی ان گنت اعزاز اس شخص کے سینے پر سجے۔ دراصل یہ وجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی الہامات کا مصداق ٹھہرا اور آپؑ کی کئی پیشگوئیوں کا ظہور اس کی ذات میں ہوا۔ تو یقیناً آپ جان گئے ہوں گے کہ یہ وجود دنیائے احمدیت کے بطلِ جلیل حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہیں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم شہر سیالکوٹ سے حاصل کی اور میٹرک کے بعد لاہور چلے آئے۔ یہاں گورنمنٹ کالج لاہور جیسے بلند پایہ علمی درسگاہ سے انٹرمیڈیٹ اور پھر گریجوایشن مکمل کی۔ اسی دوران ایک عظیم الشان شرف جو آپ کو حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ گو آپ ۳رستمبر ۱۹۰۴ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف دوران لیکچر لاہور حاصل کر چکے تھے اور اسی دن سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر مکمل ایمان رکھنے والا سمجھتے تھے اور بعد میں اپنی والدہ محترمہ اور والد محترم کی

بیعت کے وقت بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو چکے تھے لیکن ۱۹۰۷ء میں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کے تحریک فرمانے پر ماہ ستمبر میں قادیان حاضر ہوئے اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بعد نماز ظہر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تعلق اور وابستگی کا گہرا رشتہ جو آپ کا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے قائم ہوا اللہ نے تعالیٰ نے آپ کو کس وفا اور اخلاص کے ساتھ اسے نبھانے کی توفیق بخشی آیئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبان مبارک سے اس کا کچھ تذکرہ سنتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ BBC کے نمائندہ نے انٹرویو لیتے ہوئے اچانک آپ پر سوال کیا کہ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا واقعہ کیا ہے۔ بے تکلف سوچنے کے لئے ذرا بھی تردّد نہ کرتے ہوئے آپ نے فوراً یہ جواب دیا کہ میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ وہ تھا جب میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے مبارک چہرے پر نظر ڈالی اور آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔ اس دن کے بعد پھر وہ ہاتھ آپ نے کبھی واپس نہیں لیا۔ مسلسل ہاتھ تھمائے رکھا ہے اور جو عظمتیں بھی آپ کو ملی ہیں اس وفا کے نتیجہ میں ملی ہیں۔ اس استقلال کے نتیجہ میں ملی ہیں، نیکی پر صبر اختیار کرنے کے نتیجہ میں ملی ہیں، ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کے تابع فرمان کے طور پر زندہ رکھا۔ ہر میدان میں، ہر علم کے میدان ہر جدو

جہد کے میدان میں ہر اندرونی تجربے کے میدان میں آپ پر یہ احساس غالب رہا کہ میں نے اللہ کے ایک مامور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور جہاں تک میرا بس چلتا ہے جہاں تک مجھے خدا کی طرف سے توفیق عطا ہوتی ہے میں اس کے تقاضے پورے کرتا رہوں گا اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ نہایت ہی اہلیت سے ان تقاضوں کو پورا کیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 ستمبر 1985ء بحوالہ ماہنامہ خالد صفحہ 918 دسمبر جنوری 86-1985ء)

گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن مکمل کرنے کے بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے خود بھی دعا کی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو بھی دعا کی درخواست کی اور بارگاہ خلافت سے اجازت کے بعد آپ نے یہ سفر اختیار فرمایا۔ قبل از سفر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ کو نہایت کارآمد اور مفید نصائح سے بھی نوازا۔

حضرت چوہدری صاحب نے انگلستان قیام کے دوران نہ صرف قانون کی اعلیٰ تعلیم بار ایٹ لاء کو اعزاز کے ساتھ مکمل کیا بلکہ پیغام حق پہنچانے کی بھی سعادت حاصل کرتے رہے۔

نومبر ۱۹۱۴ء میں تکمیل تعلیم کے بعد آپ ہندوستان لوٹ آئے اور سیالکوٹ میں قانون کی پریکٹس شروع کر دی۔ اس دوران بعض اہم جماعتی مقدمات میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد لاہور تشریف لے آئے اور وہاں قانون کی پریکٹس کے ساتھ ساتھ ایک لمبا عرصہ بطور امیر جماعت احمدیہ لاہور خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کے والد محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کو بھی جماعت کی اعلیٰ خدمات کی توفیق ملتی رہی ہے۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے رفیق اور جماعت کے قدیم خدمتگار تھے۔ پہلے پہل بطور وکیل خدمت کی توفیق پاتے رہے اور جب مستقل وقف کر کے قادیان حاضر ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا پہلا ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔ آپ نے ۱۹۲۶ء میں وفات پائی۔ ۴؍ستمبر ۱۹۲۶ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں خاص قطعۂ (رفقاء) میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی والدہ محترمہ حضرت حسین بی بی صاحبہ بہت نیک، پارسا اور صاحب کشف والہام بزرگ تھیں۔ آپ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا شرف حاصل کرنے میں اپنے خاوند محترم سے سبقت لے گئیں تھیں۔ آپ خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت گہری وابستگی اور اخلاص و وفا کا تعلق رکھتی تھیں۔ اسی طرح اپنے بیٹے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کیساتھ بھی گہری محبت تھی۔ آپ کے متعلق تفصیل کے ساتھ ذکر حضرت چوہدری صاحب نے اپنی کتاب ''میری والدہ'' میں کیا ہے اور یہ مضمون بہت جاذب اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت چوہدری صاحب نے حضرت مصلح موعود کے ارشادات کے ماتحت تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن کے طور پر بھی عظیم الشان خدمات انجام دیں جن میں سے ایک بطور صدر آل انڈیا مسلم لیگ کام کرنے کی توفیق پانا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح آپ پر خاص اعتماد کیا کرتے تھے اور آپ ان کے خاص رفقاء میں شامل تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر باؤنڈری کمیشن (پاکستان اور ہندوستان کی سرحدوں کی تعیین کے لئے حکومت انگلستان کا قائم کردہ کمیشن) کے سامنے بھی مسلمانوں کا کیس آپ کو پیش کرنے کے لئے کہا اور آپ نے کشمیر کی پاکستان میں شمولیت کی کئی بار اقوام متحدہ میں بہت عمدہ رنگ میں وکالت کی۔ اسی لئے قائداعظم نے قیام پاکستان کے بعد مملکت پاکستان کے دو نہایت وقیع عہدے آپ کے سامنے رکھے کہ جس کو چاہیں قبول فرمائیں۔

(۱) چیف جسٹس آف پاکستان (۲) وزیر خارجہ

چنانچہ حضرت چوہدری صاحب نے وزیر خارجہ بننا قبول کیا اور بطور وزیر خارجہ پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کروانے کے علاوہ مقبوضہ کشمیر کے لئے بھی نہایت احسن رنگ میں خدمات کی توفیق پائی۔ آپ نے مسلسل سات سال یعنی ۱۹۵۴ء تک بطور وزیر خارجہ اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری محنت اور خلوص کے ساتھ ادا کئے۔

بطور وزیر خارجہ اپنے فرائض سے سبکدوشی کے بعد ایک اور نہایت اعلیٰ اعزاز آپ کے حصہ میں آیا، آپ کو ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۱ء تک بطور جج اور نائب صدر عالمی عدالت انصاف (انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس) میں خدمات کی ادائیگی کی توفیق ملی۔ ۱۹۶۱ء میں عالمی عدالت انصاف سے سبکدوشی کے بعد حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کے دفاتر واقع نیویارک میں آپ کو اپنا سفیر اور مستقل مندوب (نمائندہ) مقرر کیا جہاں

۱۹۶۴ء تک آپ نے اس حیثیت میں فرائض ادا کئے۔ اسی دوران اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۳ء کی صدارت کے اعزازات بھی آپ کے حصہ میں آئے۔

اب اگر حضرت چوہدری صاحب کی جماعتی خدمات پر نظر ڈالی جائے تو حضرت چوہدری صاحب کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حسنات سے نوازا اور مندرجہ بالا عالمی اعزازات عطا کئے اسی طرح دینی حسنات سے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا اور مقبول خدمات دینیہ کے بھی بے پناہ مواقع حضرت چوہدری صاحب کے حصہ میں آئے جن میں سے صرف چند کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کو بطور جماعت احمدیہ لاہور مقرر فرمایا چنانچہ آپ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۵ء یہ خدمات بجالاتے رہے۔

اسی دوران جون ۱۹۲۱ء میں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا سپاسنامہ پڑھنے کیلئے آپ کو مقرر کیا گیا۔ فروری ۱۹۲۲ء میں ڈیوک آف ونڈسر شہزادہ ویلز کی لاہور تشریف آوری کے موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعود نے ان کو پیغام حق پہنچانے کی غرض سے ایک رسالہ ''تحفہ شہزادہ ویلز'' کے نام سے تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ کو پرنس آف ویلز کو پیش کرنیوالے جماعت احمدیہ کے وفد میں آپ کو بھی شامل ہونیکی توفیق ملی۔ ۱۹۲۴ء کی مجلس مشاورت کے موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعود کی بطور سیکرٹری معاونت خدمت کی توفیق ملی اور اسی طرح ۱۷ دیگر مواقع پر بھی یہ سعادت حضرت چوہدری صاحب کے حصہ میں آئی۔

۱۹۲۴ء ہی میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے مذاہب عالم کانفرنس ویمبلے لنڈن میں شرکت کے لئے سفر یورپ اختیار فرمایا۔ اس دوران ویمبلے ہال لندن میں مذاہب عالم کانفرنس میں سیدنا حضرت مصلح موعود کا معرکۃ آلاراء مضمون بعنوان ''احمدیت'' پڑھ کر سنانے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی جس پر حضرت مصلح موعود نے خاص خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود کے اس پہلے سفر یورپ کے دوران آپ نے حضور کے سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

۱۹۲۷ء میں اخبار ''مسلم آؤٹ لک'' کے مقدمہ توہین عدالت کی مسلمانان پنجاب کے وکلاء کی طرف سے بطور نمائندہ وکالت کی توفیق بھی آپ کو ملی۔ آپ نے ناموس رسول ﷺ کے دفاع کا حق ادا کیا۔ اس طرح ہمارے پیارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کی عظیم خدمت کی توفیق پائی۔ اس موقع پر تاریخ صحافت میں جماعت احمدیہ کے مخالف مولوی ظفر علی خان بھی اپنے جذبات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے اور فرط جذبات میں آ کر آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور آپکو گلے سے لگا لیا۔

ماہ اپریل ۱۹۳۱ء میں بمقام دہلی لارڈ ارون وائسرائے ہند کی حکومت میں پیغام حق پر مشتمل سیدنا حضرت مصلح موعود کی تالیف کردہ کتاب ''تحفہ لارڈ ارون'' پیش کرنے کی سعادت بھی حضرت چوہدری صاحب کے حصہ میں آئی۔

۱۹۳۴ء میں آپکی والدہ محترمہ حضرت حسین بی بی صاحبہ وفات پا گئیں۔ آپ نے مرحومہ کے حالات زندگی اور ان کے اخلاص ووفا اور جماعت اور حضرت بانی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ محبت اور تقویٰ شعار زندگی کے بارہ میں متعدد واقعات پر مبنی ایک کتابچہ ''میری والدہ'' کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ موصوفہ احمدیت کے حق میں ننگی تلوار اور بہت باغیرت خاتون تھیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنے دست مبارک سے ان کے کتبہ کی عبارت تحریر فرمائی اور قادیان میں بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص (رفقاء) میں اپنے خاوند محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کے ساتھ آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

۱۹۳۹ء میں جماعت احمدیہ میں خلافت ثانیہ کے قیام پر پچیس سال پورے ہو گئے۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعود کی اجازت سے آپ نے احباب جماعت احمدیہ کو اس مبارک موقع پر ایک معقول رقم بطور نذرانہ اپنے محبوب امام کی خدمت میں پیش کرنیکی تحریک فرمائی تا حضور اس کو جس طرح چاہیں اشاعت دین حق کی مہماتِ عظیمہ میں استعمال فرمائیں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۳۹ء میں جلسہ سلور جوبلی قادیان کے موقع پر آپ نے بطور نذرانہ ۳لاکھ روپے کی خطیر رقم حضور اقدس کی خدمت میں پیش فرمائی اور اپنی طرف سے بطور نذرانہ ۱۰ہزار روپے بھی پیش کئے۔

حضرت چوہدری صاحب کا وجود گویا سراپا قربانی تھا، بلکہ مجسمۂ ایثار و وفا تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے جون ۱۹۴۴ء میں جب احباب جماعت کو وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تو اُس وقت اِس جاں نثار دین حق و احمدیت نے اپنی تمام جائیداد اپنے محبوب امام کے قدموں پر نچھاور کرتے ہوئے وقف کے لئے پیش کر دی۔

ایک غیر مسلم مؤرخ کے اصرار پر اپنوں اور غیروں میں سیدنا حضرت مصلح موعود کی ذات بابرکات کا تعارف کروانے کیلئے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کتاب ''حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد'' ۱۹۴۲ء میں تالیف فرمائی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود اور حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب دونوں کا آپس کا تعلق بے پناہ پیار و محبت، اخلاص و وفا اور دلی وابستگی پر مشتمل تھا اور اس شعر کا عملی مصداق تھا کہ

؎ الفت کا تب مزا ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

چنانچہ ایک طرف اگر حضرت چوہدری صاحب اپنے محبوب امام کے لئے ہر وقت جذبہ محبت و وفا اور دلبستگی سے پُر رہتے تھے اور ہمہ وقت مشغول دعا ہوتے تھے تو دوسری طرف سیدنا حضرت مصلح موعود بھی اپنے اس جاں نثار غلام اور فدائی خادم سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔ چنانچہ اسی تعلق کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ۱۷ یا ۱۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو اپنے مقدس خلیفہ سیدنا حضرت مصلح موعود کو حضرت چوہدری صاحب کے بارہ میں قبل از وقت ایک رؤیا دکھائی۔ اس رویاء کے ظہور کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''۱۷، ۱۸ نومبر ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں۔ میاں بشیر احمد صاحب اور درد صاحب میرے ساتھ ہیں۔ کسی شخص نے مجھے ایک لفافہ لاکر دیا اور کہا کہ یہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا ہے۔ میں نے اس لفافہ

کو کھولے بغیر یہ محسوس کیا کہ اس میں کسی عظیم الشان حادثہ کی خبر ہے جو چوہدری صاحب کی موت کی شکل میں پیش آیا ہے یا کوئی اور بڑا حادثہ ہے۔ میں نے درد صاحب سے کہا لفافہ کو جلدی کھولو اور اس میں سے کاغذ نکالو۔ درد صاحب نے لفافہ کھولا۔ اس میں بہت سے کاغذ نکلتے آتے تھے۔ لیکن اصل بات جس کی خبر دی گئی تھی نظر نہیں آتی تھی آخر کار لفافہ میں صرف ایک دو کاغذ رہ گئے لیکن اصل خبر کا پتہ نہ لگا۔ میاں بشیر احمد صاحب نے کہا پتہ نہیں چوہدری صاحب کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے وہ ایک اہم خبر لکھتے ہیں لیکن اچھی طرح بیان نہیں کرتے۔ میں نے کہا گھبراہٹ میں ایسا ہو جاتا ہے۔ اس پر لفافہ میں جو دو کاغذ باقی رہ گئے تھے ان میں سے ایک کاغذ کو میں نے باہر کھینچا تو ایک فہرست تھی لیکن اصل واقعہ کا اس سے پتہ نہیں لگتا تھا۔ اس فہرست میں ایک نام سے پہلے مَلک لکھا تھا اور آخر میں محمد لکھا تھا۔ درمیانی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا۔ اس سے اتنا تو پتہ لگتا تھا کہ واقع میں کوئی اہم خبر ہے لیکن اصل واقعہ کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ پھر لفافہ میں سے ایک اور شفاف کاغذ نکلا جو tracing paper تھا۔ میں اسے دیکھنے لگا اور میں نے کہا یہ خبر ہے جو چوہدری صاحب نے ہم تک پہنچانی چاہی ہے مگر بجائے کوئی واقعہ لکھنے کے اس کاغذ پر ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہوائی جہاز ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف جا رہا ہے۔ آگے جا کر وہ لکیر یکدم اُریبی (آڑا۔ ترچھا) صورت میں نیچے آجاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاز یکدم نیچے آ گیا ہے۔ اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ نیچے کچھ جزیرے ہیں مجھے نیچے کی طرف عملاً سمندر نظر آتا ہے۔ اس میں ہلکی ہلکی لہریں ہیں۔ میں خواب میں کہتا ہوں کہ نہ معلوم

چوہدری صاحب کو تیرنا آتا ہے؟ خدا کرے اس حادثہ کی خبر معلوم کر کے کسی حکومت نے ہوائی جہاز یا کشتیاں بچانے کے لئے بھیج دی ہوں تا کہ چوہدری صاحب اور دوسرے لوگ بچ جائیں۔''

حضور نے اس رؤیا کی یہی تعبیر فرمائی کہ

''کوئی حادثہ سخت مہلک چوہدری صاحب کو پیش آنے والا ہے اور خدا تعالیٰ انہیں اس سے بچالے گا کیونکہ وہ خود اس حادثہ کے متعلق تبھی خبر دے سکتے ہیں جب وہ محفوظ ہوں۔''

چوہدری صاحب اس وقت نیویارک میں تھے۔ حضور نے انہیں اس منذر خواب سے اطلاع دی اور خود بھی کثرت سے دعاؤں اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ چوہدری صاحب خیریت سے کراچی پہنچ گئے۔ وہاں سے پنجاب آئے تو یہ سفر بھی بخیریت گزر گیا لیکن جب کراچی واپس گئے تو ریل گاڑی کو جھمپیر کے مقام پر ایک خوفناک حادثہ پیش آیا جس نے ملک بھر میں صف ماتم بچھا دی۔ مگر حضرت چوہدری صاحب حضور کی رؤیا کے مطابق خارق عادت طور پر محفوظ رہے۔

حضور فرماتے ہیں۔ ''جس جگہ پر یہ واقعہ ہوا چوہدری صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دس دس میل دور تک کوئی پکی سڑک نہیں ہے صرف ریل کی پٹڑی گزرتی ہے۔ اس لئے امداد کے لئے اس جگہ تک موٹر نہیں آ سکتی تھی۔ اس طرح وہ جگہ جزیرے کی مانند تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ رؤیا میں ہوائی جہاز کا دکھایا جانا اور واقعہ ریل میں ہونا اور پھر یہ گاڑی بھی مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ اس طرح دوسری سب

باتوں کا ہونا بتاتا ہے کہ یہ ایک تقدیرِ مبرم تھی لیکن خدا تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سن کر اس حادثہ کو بجائے ہوائی جہاز کے ریل میں بدل دیا۔ ہوائی جہاز میں ایسا حادثہ پیش آجائے تو اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن یہی حادثہ اگر ریل میں پیش آجائے تو اس سے کسی انسان کا بچ جانا ممکن ہے اور پھر وہ ریل مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو میں نے محسوس کیا کہ میری وہ خواب پوری ہوگئی ہے۔ میں نے میاں بشیر احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا جن کو میں یہ خواب اسی وقت بتا چکا تھا جب یہ آئی تھی۔ انہوں نے بھی کہا کہ واقعہ میں وہ خواب پوری ہوئی ہے۔ لیکن میں نے اخبار میں یہ واقعہ پڑھ کر چوہدری صاحب کو یہ لکھنا پسند نہ کیا کہ میری رؤیا پوری ہوگئی ہے کیونکہ رؤیا میں انہوں نے پہلے اطلاع دی تھی اس لئے میں نے یہی پسند کیا کہ وہ اطلاع دیں تو میں لکھوں گا۔ چنانچہ دوسرے ہی دن چوہدری صاحب کی تار آگئی کہ آپ کی رؤیا پوری ہوگئی ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس حادثہ سے بچا لیا ہے۔ یہاں رؤیا کا سوال نہیں کہ وہ پوری ہوگئی بلکہ یہ ایک تقدیرِ مبرم تھی جو دعاؤں سے بدل گئی۔ رؤیا میں خدا تعالیٰ نے مجھے ہوائی جہاز دکھایا تھا لیکن وہ واقعہ اسی جہت میں اور اسی شکل میں ریل میں پورا ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا تقدیرِ مبرم تھا لیکن خدا تعالیٰ نے کہا چلو ان کی بات بھی پوری ہو جائے اور اپنی بات بھی پوری ہو جائے واقعہ ہم ریل میں کرا دیتے ہیں اس سے ہماری بات بھی پوری ہو جائے گی اور ان کی دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ پس یہ واقعہ ہمارے لئے زائد یقین اور ایمان کا موجب ہے۔‘‘

(الصلح ۱۸ر فروری ۱۹۵۴ بحوالہ ماہنامہ خالد حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں نمبر دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

آپ کے حصہ میں ایک اور سعادت یہ بھی آئی کہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے قاتلانہ حملہ کے بعد علاج کی خاطر جب ماہ جولائی، اگست اور ستمبر ۱۹۵۵ء میں دوسرا سفر یورپ اختیار فرمایا تو اس میں آپ کو بھی حضور کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا اور زیادہ تر رہائش و دیگر انتظامات کرنے کی خدمت و سعادت آپ ہی کے حصہ میں آئی۔ اس کے علاوہ اس سفر کے دوران متعدد مواقع پر حضور کی ترجمانی کے فرائض بھی آپ نے ادا کئے۔ دوران سفر حضرت چوہدری صاحب نے جس اخلاص و وفا اور جذبۂ عشق و محبت کے ساتھ اپنے محبوب امام اور افراد قافلہ کی خدمت کی توفیق پائی آیئے اس کا کچھ ذکر حضرت سیدہ مہر آپا حرم سیدنا حضرت مصلح موعود (جو شریک سفر تھیں) کی زبانی سنتے ہیں۔ آپ بیان فرماتی ہیں:

’’حضرت فضل عمر کے سفر یورپ میں آپ تمام وقت حضور کے ساتھ ساتھ رہے۔ حضور کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ آپ کا سامان خود اٹھاتے رہے کیونکہ وہاں ہمارے ہاں کی طرح سامان اٹھانے کے لئے قلی وغیرہ عام نہیں ہوتے۔ اول تو وہ لوگ اس قدر سامان سفر میں ساتھ رکھتے نہیں۔ یہاں سے روانگی سے قبل بھی چوہدری صاحب بڑے اصرار سے بار بار یہی پیغام بھجواتے رہے۔ سامان تھوڑا لے جائیں وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ مگر تھوڑا تھوڑا کر کے بھی سامان اچھا خاصا ہو گیا۔

دوران سفر جب وینس (اٹلی) پہنچے تو وہاں نہ کوئی قلی تھا نہ مزدور۔ حضرت چوہدری صاحب نے تمام سامان اپنے کندھوں پر اٹھا اٹھا کر کارسے

گنڈ و لے ((Gondola) وینس شہر کی نہروں میں چلنے والی کشتیاں) تک پہنچایا اور مسکراتے ہوئے فرمایا: دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ اس قدر سامان نہ لے جائیں۔ خیر بیبیوں کو پتہ تھا ظفر اللہ ساتھ ہے خود ہی سامان اُٹھاتا پھرے گا۔ چوہدری صاحب نے تو مزاحاً یہ بات کہی تھی مگر مجھے بہت احساس ہوا کہ ان پر یہ اتنا بوجھل کام آن پڑا ہے۔ وہ تو اپنے حبیب حضرت فضل عمر کے عشق و محبت میں اپنی ذات سے بے نیاز ہو کر سب کام کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں کسی کو دو چار پیسے مل جائیں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے تو وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگتا ہے مگر چوہدری صاحب کو کمال سلیم فطرت ملی ہوئی تھی۔ آپ کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ اتنی بڑی شخصیت اور انکسار کا یہ عالم۔"

(رسالہ خالد حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں نمبر دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۳۲،۳۳)

مارچ ۱۹۵۸ء میں حضرت چوہدری صاحب کو حجاز مقدس کے بابرکت سفر کی توفیق ملی اور آپ نے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ روضۂ رسولؐ پر حاضری اور دعا کی سعادت بھی پائی۔ اپنے اس سفر کے دوران آپ کی عظیم المرتبت شخصیت کے اعزاز میں سعودی فرمانروا جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے نہ صرف آپ سے ملاقات کی بلکہ شاہی مہمان خانہ میں ٹھہرایا۔

مارچ ۱۹۶۷ء میں حضرت چوہدری صاحب کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی ملی اور اس دوران خانۂ خدا بیت اللہ کے طواف اور دیگر مناسک حج کی ادائیگی کے علاوہ روضۂ رسولؐ پر حاضری اور دعا کی سعادت بھی میسر آئی۔ اس سفر حج کے عشق و محبت سے لبریز حالات اور واقعات حضرت چوہدری صاحب کی خود نوشت "تحدیث نعمت"

میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

قرآن کریم سے عشق بھی حضرت چوہدری صاحب کی حیات کا ایک زرّیں باب ہے۔ آپ کو خدمت قرآن کا ایک نہایت اہم موقع اس طرح میسر آیا کہ حضرت مصلح موعود نے انگریزی خواں طبقہ تک علوم قرآن کو پہنچانے اور قرآنی معارف ان کی زبان میں میسر کرنے کی تحریک فرمائی تو آپ نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک طویل محنت شاقہ کے بعد اس کام کو ۱۹۷۰ء میں مکمل کر لیا۔ گو جماعتی تاریخ میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اس سے قبل بھی کیا جا چکا تھا لیکن حضرت چوہدری صاحب کے ترجمہ قرآن کی خوبی یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود نے حضرت چوہدری صاحب کو ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کو تفسیر صغیر کے ترجمہ کے اسلوب پر ڈھال دیا جائے۔ چنانچہ حضرت چوہدری صاحب نے اسی اسلوب پر ترجمہ قرآن کو مکمل کیا اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسکے ابتدائی حصہ پر نظر ثانی قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور حضرت مولوی محمد دین صاحب نے فرمائی تھی۔ حضرت چوہدری صاحب کی یہ عظیم خدمتِ قرآن ایک صدقہ جاریہ ہے اور جب تک لوگ اس ترجمہ قرآن سے مستفید ہوتے رہیں گے حضرت چوہدری صاحب کو اجر عظیم ملتا چلا جائیگا اور ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

فروری ۱۹۷۰ء میں ہالینڈ کے شہر ہیگ (HAGUE) میں واقع بین الاقوامی عدالت انصاف (International Court of Justice) کا آپ کو صدر یعنی چیف

جسٹس مقرر کیا گیا اور عہدہ کی مقررہ میعاد کے مطابق ۳ سال آپ نے یہ فرائض بخیر و خوبی سرانجام دیئے۔ اس عہدہ پر آپ کا منتخب ہونا ایک خدائی بشارت کا ظہور اور کئی نشانات کا ظہور میں آنا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل کے بارے میں حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

''عالمی عدالت کے پندرہ ججوں میں سے پانچ کی نوسالہ میعاد ہر تیسرے سال ۵ فروری کو ختم ہوتی ہے۔ اس میعاد کے ختم ہونے سے قبل اقوام متحدہ میں ان پانچ ججوں کی نشستیں پُر کرنے کے لئے انتخاب ہوتا ہے۔ جب نئے جج اپنے فرائض ۶ فروری سے سنبھال چکتے ہیں تو عدالت کا پہلا کام صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔ صدارت کے عہدے کی میعاد تین سال ہے۔ یہ انتخاب خفیہ رائے شماری کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں اس انتخاب کے لئے ۱۸ رفروری کا دن تجویز ہوا۔ صدارت کے لئے دو اور ججوں کے ساتھ میرا نام بھی تجویز ہوا تھا۔ انتخاب کے لئے آٹھ آراء کی تائید ضروری ہے۔ انتخاب کی کارروائی دو دن ہوتی رہی۔ آخر کار مطلوبہ کثرت سے زائد آراء میرے حق میں پائی گئیں اور بفضل اللہ میں صدر منتخب ہوا۔ **فالحمد للہ**۔ میں ایک ضعیف عاجز پُر تقصیر انسان ہوں۔ اپنے اندر کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ میرے دوسرے دونوں رفیق جن کے اسمائے گرامی انتخاب کی کارروائی میں سامنے آتے رہے کئی اعتبار سے مجھ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنی مصلحتوں کو خود ہی جانتا ہے کوئی اور ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ وہ فضل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں بن سکتا اور اگر اس کا فضل شامل حال نہ ہو تو کوئی کوشش کوئی تدبیر کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ اس

وقت تک اس عدالت کے آٹھ صدر رہ چکے ہیں۔ دو لاطینی امریکن، ایک شمالی امریکن، چار یورپین، ایک آسٹریلین، میں پہلا ایشیائی صدر ہوں اور ایشیائی بھی وہ جو مغربی تہذیب اور ثقافت کی اقدار سے بیزار ہے اور جس کی یہ بیزاری اس کے عمل سے ظاہر ہے لیکن اگر اُس کی مشیّت نے ایک ناکارہ ہی کا انتخاب چاہا تو

نیست از فضل وعطائے او بعید　　　کور باشد ہر کہ از انکار دید
قادر است وخالق ورب مجید　　　ہر چہ خواہد مے کند عجزش کہ دید؟

اس کی قدرتوں کی انتہا نہیں۔ اس انتخاب سے ۳۶ سال قبل میری والدہ صاحب مرحومہ نے ایک مبشر خواب دیکھا تھا، جو ان کی وفات کے ۳۲ سال بعد اس انتخاب سے پورا ہوا۔ **فالحمد للہ**۔ جس رات انہوں نے خواب دیکھا اسی صبح کو مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے سیالکوٹ کے مکان کے فلاں کمرے میں ہوں اور اس کمرے کی کھڑکی کے باہر ایک نہایت دل لبھانے والا کرّۂ نور آہستہ آہستہ کھڑکی کی ایک جانب سے دوسری جانب حرکت کر رہا ہے۔ جب کھڑکی کے عین وسط میں پہنچا تو ایک پر شوکت آواز آئی ''ہوگا چیف جسٹس ظفر اللہ خاں نصر اللہ خاں کا بیٹا۔'' اور خفیف سے وقفے کے بعد پھر اسی طرح یہ الفاظ دہرائے گئے ''چیف جسٹس ظفر اللہ خاں نصر اللہ خاں کا بیٹا۔'' والدہ صاحبہ بفضل اللہ صاحبۂ رؤیا و کشوف تھیں اور ہم سب کئی بار دیکھ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے انہیں اس رنگ میں نوازتا ہے۔ وہ خود بھی جانتی تھیں کہ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں اور ان کی اصل حقیقت اپنے وقت پر ہی جا کر آشکار ہوتی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں مَیں

ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کا سینئر جج تھا اور اگر تقسیم ملک کے بعد میں ہندوستان میں رہنے کا فیصلہ کرتا تو غالب قیاس یہی تھا کہ آزادی کا اعلان ہونے پر سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ہوتا۔ ۳؍جون ۱۹۴۷ء کو برطانوی وزیراعظم مسٹر اٹیلی نے تقسیم ملک کے طریق کار کا اعلان کیا اور اس پر میں نے فیڈرل کورٹ کی ججی سے استعفیٰ دے دیا جو ۱۰؍جون سے عمل پذیر ہوا۔ اسی سال دسمبر کے تیسرے ہفتے میں جب میں اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کی قیادت سے واپس لوٹا تو قائداعظم کی ہدایت کے ماتحت بھوپال جانے سے پہلے نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا۔ انہوں نے جن امکانات کا ذکر فرمایا ان میں پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا عہدہ بھی تھا لیکن ساتھ ہی انہوں نے فرمایا قائداعظم چاہتے ہیں کہ تم وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالو۔ پاکستان کی سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس میاں عبدالرشید صاحب مقرر ہوئے۔ جب ان کی میعاد اختتام کے قریب پہنچی تو انہوں نے ازراہ نوازش پہلے ٹیلیفون پر اور پھر بالمشافہ مجھے رضامند کرنے کی کوشش کی کہ میرا نام بطور اپنے جانشین کے تجویز کریں لیکن میں بوجوہ رضامند نہ ہوا۔ ۱۹۶۳ء کے عدالتی انتخابات میں جب مجھے دوبارہ عالمی عدالت کی رکنیت کے لئے منتخب کیا گیا اس وقت عدالت کے اراکین میں سے کئی دوبارہ منتخب شدہ اور دوسہ بارہ منتخب شدہ تھے لیکن ان کے انتخاب بلافصل ہوئے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک رکن اپنی میعاد ختم کر کے عدالت سے علیحدہ ہو چکا ہو اور وہ علیحدگی کے بعد وقفہ سے پھر منتخب کر لیا جائے۔ یہ صورت اب تک صرف میرے متعلق ہی پیدا ہوئی ہے۔ عدالت کی رکنیت پر دوبارہ

فائز ہونے پر میرا درجہ میرے پرانے رفقاء کے لحاظ سے پھر سب سے نیچے تھا۔ اب جو غور کرتا ہوں تو میرا عدالت کی صدارت پر منتخب ہونا ضرور ایک اچنبھا ہے اور اس بشارت کو پورا کرنے والی ہے جو انتخاب سے ۳۶ سال پہلے میری والدہ صاحبہ کو دی گئی تھی۔ والدہ صاحبہ نے خواب میں جو الفاظ سنے ان میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت مرکوز تھی۔ اول بطور تسلی اور تصدیق آواز پُرشوکت تھی۔ پھر وہی الفاظ دہرائے گئے۔ اور الفاظ کی ابتداء ہی میں لفظ ''ہوگا'' ظاہر کرتا ہے کہ حالات خواہ موافق نظر آئیں یا نہ یہ ہمارا فیصلہ ہے اور ہو کر رہے گا۔ پھر میرے نام کے ساتھ والد صاحب مرحوم کا نام ''نصراللہ خاں'' شامل ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بخشش اس کی نصرت کا نشان ہوگی انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ **فسبحان اللہ وبحمدہٗ**

(تحدیث نعمت صفحہ ۷۳۰ تا ۷۳۲)

فروری ۱۹۷۳ء میں عالمی عدالت انصاف سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے اپنے تئیں خدمت دین کے لئے وقف کر دیا اور حسب ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ (بیت) فضل لندن کی ملحقہ عمارت میں رہائش پذیر رہے اور ۱۹۸۳ء تک وہیں قیام پذیر رہے۔ دوران قیام آپ نے احباب جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کی تربیت اور دعوت الی اللہ کی مساعی میں بہت راہ نمائی فرمائی اور تربیتی مساعی کے دوران آپ نے انگلستان اور بیرون انگلستان متعدد دورہ جات بھی فرمائے۔ اس دوران وسط نومبر تا وسط مارچ پاکستان میں قیام فرماتے اور جلسہ سالانہ میں شرکت کے علاوہ تصنیف اور دیگر علمی و جماعتی مصروفیات میں وقت گزرتا۔

ماہ جون ۱۹۸۲ء میں جماعت احمدیہ کو جب اپنے محبوب امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی رحلت کا قیامت خیز دن دیکھنا پڑا تو اس موقع پر مجلس انتخاب خلافت کے اجلاس میں حضرت چوہدری صاحب نے بھی بفضل اللہ شمولیت کی اور پھر جب حسب منشائے الٰہی سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ منتخب ہوئے تو مجلس انتخاب کی بیعت لینے سے قبل حضورؒ نے سب سے پہلے حضرت چوہدری صاحب کو رفقاء حضرت مسیح موعود کی نمائندگی میں اپنا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھنے کا ارشاد اپنی اس خواہش کی تکمیل میں فرمایا کہ ''سب سے پہلے بیعت کرنے والا تو وہ ہو جس نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک ہاتھوں کو چھوا ہوا ہو۔'' چنانچہ حضرت چوہدری صاحب کو یہ عظیم الشان خوش نصیبی اور سعادت بھی میسر آ گئی۔

۶؍نومبر ۱۹۸۳ء میں انگلستان سے مستقل پاکستان واپسی کے بعد آپ کا زیادہ تر قیام اپنی کوٹھی واقع خورشید عالم روڈ شمالی چھاؤنی لاہور میں رہا۔ اس عرصہ میں آپ کو ضعف اور نقاہت بہت ہوگئی تھی لیکن ان ایام میں بھی نماز باجماعت کا بہت پابندی کے ساتھ التزام فرماتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بہت عشق اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ کی سیرت اور حالات بیان کرتے ہوئے کثرت سے آپ کے قریبی عزیزوں نے جو اپنے مشاہدات بیان کئے ہیں ان میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اکثر شدید بیماری میں بھی حضورؒ کے بارہ میں دریافت فرمایا کرتے۔ حضور کی خیریت کے بارہ میں دریافت کرتے اور اپنی دعاؤں میں بکثرت حضرت امام جماعت اور جماعت احمدیہ کے لئے دعائیں کیا کرتے۔

یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو احمدیت کا یہ بطل جلیل، سرزمین پاکستان کا نامور سپوت، کئی نشانات کا مورد اور کئی الہامات کا مصداق عظیم الشان وجود ۹۲ سال کی نفع رساں عمر پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

آپ کا لمبی عمر پانا بھی اس ارشاد خداوندی کی تصدیق اور اس کی عظمت کا ثبوت ہے کہ

''اور جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے۔'' (سورۃ الرعد آیت نمبر ۱۸)

چنانچہ آپ جیسے نفع رساں اور مفید وجود کو اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر سے نوازا۔ کئی قوموں بلکہ ایک دنیا نے آپ سے استفادہ کیا اور برکت پائی۔ یقیناً بین الاقوامی شہرت کی حامل آپ کی شخصیت ایک بہت ہی نافع الناس وجود ثابت ہوئی۔

آپ کی مالی قربانی اور دیگر نیکیاں آپ کے لئے صدقہ جاریہ کی صورت میں انشاء اللہ ہمیشہ آپ کے اجر میں اضافہ کرتی چلی جائیں گی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کی وفات پر آپ کا جو ذکرِ خیر فرمایا اس کی کچھ جھلکیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

''آپ کے حق میں حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو بار بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی اور اس بار بار عطا ہونے میں بھی ایک کثرت کا نشان تھا جو آپ کو دیا گیا فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری

محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی رو سے وہ سب کا منہ بند کریں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

یہ پیشگوئی مختلف رنگ میں مختلف وجودوں کی شکل میں پوری ہوتی رہی مگر چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کو خصوصیت کے ساتھ ظاہری طور پر بھی اس کو پورا کرنے کا اس رنگ میں موقع ملا کہ آپ نے اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے بسا اوقات سب کے منہ بند کر دیئے۔ سیاست کے میدان میں بھی، وکالت کے میدان میں بھی اور (دعوت اِلی اللہ) کے میدان میں بھی ایسی عمدہ نمائندگی کی توفیق آپ کو عطا ہوئی کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی بے ساختہ پکار اٹھے کہ اس بطل جلیل نے بلا شبہ غیروں کے منہ بند کر دیئے۔''

''خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے مقام پر پہنچایا جہاں واقعۃً ہر قوم نے اس سرچشمہ سے پانی پیا یعنی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی آپ کو صدارت نصیب ہوئی اور

وہ دور اقوام متحدہ کی تاریخ میں اگر کسی ایک تعریف کے ساتھ یاد کیا جائے تو یونائیٹڈ نیشنز کی تاریخ کا اخلاقی دور کہلائے گا۔''

''ویسے تو بکثرت ایسے احمدی ہیں جن سے قوموں نے فائدے اٹھائے لیکن وہاں ایک ذات میں ساری باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ ایک سرچشمے سے جو حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی غلامی پر فخر کیا کرتا تھا تمام اقوام عالم نے فائدہ اٹھایا اور سیراب ہوئیں اور پھر قوموں کی بھرپور خدمت میں آپ کو خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے مواقع نصیب فرمائے جبکہ نئی تاریخ کی شکلیں بن رہی تھیں اور جدید تاریخ کی نبیادیں ڈالی جا رہی تھیں۔''

''یہ وہم دل سے نکال دیں کہ ایک ظفراللہ خاں ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے تو آئندہ کے لئے ظفراللہ خاں پیدا ہونے کے رستے بند ہو گئے۔ بکثرت اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے عظیم الشان غلاموں کی خوشخبریاں دی گئیں جو ہمیشہ آتے چلے جائیں گے اور ایک گزرے گا تو دوسرا اس کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھے گا۔ آپ اپنی ہمتوں کو بلند کریں، ان تقویٰ کی راہوں کو اختیار کریں جو چوہدری صاحب اختیار کرتے رہے۔ ان وفا کی خصلتوں سے مزین ہوں جن سے وہ خوب مزین تھے۔''

''جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو ہے، بڑا گہرا صدمہ ہے لیکن اس صدمے کے نتیجہ میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں، وسیع ہیں۔ اس کی عطا کے دروازے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جن راہوں میں وہ کھلتے ہیں وہ لامتناہی

راہیں ہیں اس لئے آپ.....اولاد در اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں، دو نہیں بکثرت ایسے غلام عطا فرمائے گا..... جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے منہ بند کر دیں گے اور قومیں ان سے برکت پائیں گی۔ایک قوم یا دو قومیں ہی نہیں کل عالم کی قومیں ان سے برکت پائیں گی۔خدا کرے کہ بکثرت اور بار بار ہم حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھیں۔دوسروں میں ہی نہیں اپنوں میں بھی۔غیروں کے گھروں میں نہیں اپنے گھروں میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس عظیم پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔(آمین)''

سیدنا حضرت مصلح موعود نے بھی کئی مرتبہ آپ کو کلمات خوشنودی سے نوازا۔ایک مرتبہ تو یہاں تک فرمایا کہ ''عزیزم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ساری عمر دین کی خدمت میں لگائی ہے اور اس طرح میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔''

(بحوالہ ماہنامہ خالد حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نمبر دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۱۰،۹)

اولاد

حضرت چوہدری صاحب کی واحد اولاد آپ کی صاحبزادی مکرمہ ومحترمہ امتہ الحیٔ بیگم صاحبہ تھیں جن کی شادی حضرت چوہدری صاحب کے بھتیجے چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب ابن حضرت چوہدری عبداللہ خاں صاحب سے ہوئی جو ایک لمبے عرصہ سے امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور کے علاوہ بطور صدر فضل عمر فاؤنڈیشن بھی خدمات کی

توفیق پا رہے ہیں۔مکرمہ ومحترمہ امتہ الحیٔ بیگم صاحبہ نے نومبر ۲۰۰۴ء میں وفات پائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

حضرت چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مال سے نوازا لیکن آپ جیسا سراپا قربانی وجود صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔کئی اعلیٰ مناصب پر فائز رہنے کے باوجود ایسا نادر روزگار سخی تو کم ہی دیکھنے میں ملتا ہے جس نے اپنی ذات کو ہمیشہ نظر انداز کر کے خدا اور اس کے رسول کے دین کی اشاعت کے لئے ہمیشہ اپنے آپ کو کمر بستہ رکھا۔اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کے قدموں پر قربان کر دیا۔

بقول آپ کے بھتیجے مکرم چوہدری ادریس نصر اللہ خان صاحب ''حضرت بابا جی انتہائی درجہ کے سخی تھے لاکھوں اور کروڑوں روپے کمائے لیکن اپنی ذات کے لئے محض ضروریات کی حد تک رکھ کر باقی سب کچھ ضرورتمندوں کی بھلائی اور خدمت میں صرف کرتے رہے۔آخر کار معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اپنی ضروریات کے لئے ۶۰ یا ۷۰ پونڈ رکھتے تھے۔اس کے علاوہ باقی آمدنی کو ذہنی طور پر اپنی آمدنی کا حصہ ہی تصور نہیں کیا کرتے تھے۔سامانِ تعیش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔آسائشوں کے معاملہ میں بھی بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔موٹر کار جیسی چیز جسے آجکل کی ضروریات میں شمار کیا جاتا ہے اپنے لیے ضروری نہ سمجھتے تھے اور لمبا عرصہ یورپ میں بغیر گاڑی کے گزارا کرتے رہے۔۱۹۶۳ء سے لے کر اپنی وفات تک آپ نے کبھی کار نہیں رکھی۔آپ کا قیام ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۴ء تک بطور جج عالمی عدالت انصاف ہالینڈ میں اور فروری ۱۹۷۴ء سے لیکر نومبر ۱۹۸۳ء تک انگلستان میں رہا گویا یورپ میں رہتے

ہوئے بھی اپنی تن آسانی کے لئے یہ خرچ ان کو گوارا نہ ہوا۔ پیدل دفتر تشریف لے جاتے اور بس پر واپسی ہوتی۔ انہیں دنوں میں آپ نے لاکھوں روپے کے خرچہ سے لندن مشن ہاؤس کی موجودہ عمارت بنوانے کا اعزاز حاصل کیا اور لاکھوں روپے کے وظائف بیوگان اور یتیموں کی امداد کے طور پر دینے کی سعادت حاصل کی۔.....

آپکی کفایت شعاری اور انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات تو پرانے زمانے کی محیر العقول داستانیں معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت اور امر واقعہ ہے جس کے بے شمار لوگ عینی شاہد ہیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا مگر اطمینان وسکون اور رضائے الٰہی کی لازوال دولت اسے میسر تھی۔ ہزاروں گھروں میں اسی کے دم سے چراغ جلتے تھے۔ ان کی دعائیں ہی اس بے نفس وجود کا سرمایہ اور جائیداد تھی۔ تو جہاں تک مجھے علم ہے اس سخی کی وفات کے وقت اس کی کوئی ظاہری جائیداد نہ تھی۔“

(ماہنامہ خالد حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نمبر دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

وفات کے بعد حضرت چوہدری صاحب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خاص ارشاد کے ماتحت بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں سپردِ خاک کیا گیا۔ حضورؒ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں آپ کو خاص طور پر شاندار خدمات دین پر بہترین خراج تحسین پیش فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب کی روح پر اپنی بے پایاں رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے اور ان کی نیکیوں کو ان کی آئندہ نسلوں میں ہمیشہ جاری رکھے اور

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو جسے حضورؑ نے اپنے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں قرار دیا ہے ہمیشہ کثرت سے حضرت چوہدری صاحب جیسے نفع رساں وجود عطا فرماتا چلا جائے۔ اور ہم سب کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ حضرت چوہدری صاحب کی زندگی سے سبق سیکھتے ہوئے ان کی نیکیوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔

نامور احمدی ادیب اور شاعر جناب ثاقب زیروی صاحب نے حضرت چوہدری صاحب کی وفات پر اپنے تاثرات کا اظہار ایک نظم کی صورت میں کیا جس میں حضرت چوہدری صاحب کے سیرت اور اوصاف کا بڑے خوبصورت الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

کیا شخص تھا کہ بانٹنے آیا تھا رنگ و نور
تاریکیوں کا نام جہاں سے مٹا گیا

گفتار میں تھا کِھلتی بہاروں کا بانکپن
رفتار سے ہواؤں کو چلنا سکھا گیا

دین خدا کی آبرو تھی مقصدِ حیات
پہنچا جہاں بھی پیار کا دریا بہا گیا

لگتا تھا دیکھنے میں جو انسان کم سخن
جب بولنے پہ آیا زمانے پہ چھا گیا
تھی اس کی ذات مشعل انوار آگہی
جینے کا زندگی کو قرینہ سکھا گیا
ظفراللہ خاں! قائداعظم کا دستِ راست
عالم پہ اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا

نام کتاب .... حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب
طبع .... اول